یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تیرے چاہنے والوں کی خیر

تذکرۂ غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

www.facebook.com/raza.e.mustafaa

بفیضانِ نظر

پاسبانِ مسلکِ رضا شیخِ طریقت

حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

مولانا صاحبزادہ ابوالرضا محمد داؤد قادری رضوی

ادارۂ رضائے مصطفےٰ
چوک دارالسلام گوجرانوالہ
055-4217986
0333-8159523
Hassanniazi2raza@Yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُن کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

(صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم)

غازیٔ دوراں صدیقِ شہیدِ ناموسِ رسالت فدائے اعلیٰ حضرت بریلوی ملک ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات و واقعات پر مشتمل کتاب
مسمّٰی بہ

تذکرہ ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر: ولیٔ کامل شیخ طریقت عالم باعمل نباضِ قوم
حضرت علامہ مفتی ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: الحاج صاحبزادہ ابو الرضا محمد داؤد رضوی

ناشر: ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ

ارشادِ خداوندی

"تم فرماؤ! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا"۔ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، رکوع ۹ ترجمہ قرآن کنز الایمان از امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(اس آیت کی تفسیر وہ حدیث پاک ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ تفسیر نور العرفان)

"بے شک وہ جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں"۔ (پارہ ۲۴، سورۃ حٰمٓ السجدہ، رکوع ۱۸، ۱۹)

"بے شک وہ جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف نہ ان کو غم وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا انعام"۔

(پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، رکوع ۲)

"بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا"

(پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، رکوع ۴)

RAZA E MUSTAFAA

فرمانِ نبوی ﷺ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں مجھ سے بہت محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے ان میں سے ہر ایک تمنا کرے گا کہ وہ اپنے گھر بار مال کے عوض مجھے دیکھ لیتا" (مشکوٰۃ شریف)

روایت ہے حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا (رضی اللہ عنہم) سے راوی فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "تمہارے نزدیک مخلوق میں کون زیادہ پیارے ایمان والا ہے؟" عرض کیا "فرشتے" فرمایا "وہ کیوں ایمان نہ لائیں وہ تو اپنے رب کے پاس ہیں" صحابہ بولے "تو نبی حضرات" فرمایا "وہ حضرات کیوں ایمان نہ لائیں ان پر تو وحی اترتی ہے" صحابہ نے عرض کیا "تو ہم" فرمایا "تم کیوں ایمان نہ لاؤ جب میں تمہارے درمیان ہوں" فرماتے ہیں کہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے ساری مخلوق میں پیاری ایمان والی وہ قوم ہے جو میرے بعد ہوگی وہ لوگ صحیفے پائیں گے جن میں وہ کتاب ہوگی وہ کتاب کی ہر چیز پر ایمان لائیں گے"۔ (مشکوٰۃ شریف)

ولی کامل مفتی ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ احادیث مبارکہ بیان فرمانے کے ساتھ شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے اشعار: حبیب خدا کا نظارہ کروں میں ...... دل و جان ان پر نثارا کروں میں

یہ اک جان کیا ہے کروڑوں اگر ہوں ...... تیرے نام پر ان کو وارا کروں میں

اور پنجابی شعر:

؎ محمد دے گھر دا گھر وچ رہیاں ...... میں دل وچ رہیاں جگر وچ رہیاں (ﷺ)

پڑھتے تو عجیب سماں بندھ جاتا۔ (سبحان اللہ)

RAZA E MUSTAFAA

تذکرہ حضور ﷺ کے پیارے جانثاروں کا

عاشق مصطفےٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

؎ حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

تاریخ اسلام حضور ﷺ کے جانثاروں کے عظیم کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔

خلیفۂ اوّل بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کے ساتھ باغیان ختم نبوت و ان کے سرغنہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ یا محمد یا رسول اللہ (ﷺ) کے نعرے لگاتے ہوئے خوب مقابلہ کیا۔ اس عظیم الشان مہم میں تقریباً ۱۲۰۰ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جام شہادت نوش فرمایا ان میں سے تین سو ستر مہاجرین، تین سو انصار مدینہ اور باقی مختلف قبائل کے لوگ تھے۔ ان شہداء میں تقریباً سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفاظ کرام تھے، جن کی شہادت سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ یہ جنگ تاریخ میں جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گستاخ رسول کو جس طرح واصل جہنم کیا، کون اس سے آگاہ نہیں؟ شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم نے جو بے مثال قربانیاں دیں، کس پر عیاں نہیں؟

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ: سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ "حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں میں کچھ ایسا جذبہ پیدا فرما دیا تھا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے کی تمنا رکھتے تھے اور اپنے ہر دنیاوی تعلق کو پس پشت ڈال کر حضور ﷺ کی محبت کو مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے مشکل وقت بھی محبوب سے منہ نہیں موڑا چنانچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی اسی سلسلے کی ایک

گزری ہے۔ کافروں نے ان کو گرفتار کرلیا چند روز بھوکا پیاسا رکھا اور سو سو کوششیں کیں کہ حضرت خبیب اسلام سے برگشتہ ہو جائیں' آپ کا نشۂ شہادت اتارنے کیلئے ہزار ہزار جتن کئے مگر سب ناکام اور بے سود۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال میں ذرا بھر لغزش نہ آئی۔ بالآخر قریش مکہ آپ کو شہید کرنے کو تیار ہو گئے اور آپ سے پوچھا کہ "کوئی تمنا ہو تو بیان کرو؟" حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "دو رکعت نماز پڑھ لینے دو"

؎ کہا روٹی نہ پانی اور نہ دولت چاہتا ہوں میں
فقط دو رکعت ادا کرنے کی مہلت چاہتا ہوں میں

چنانچہ آپ کو مہلت دے دی گئی اور آپ نے نماز ادا کی اور پھر فرمایا کہ "میں نماز میں زیادہ وقت صرف کرتا مگر سوچا کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ یہ موت سے ڈر کر نماز میں زیادہ وقت صرف کر رہا ہے"۔ اللہ اکبر! دیکھئے! دشمنوں کا نرغہ ہے' سولی تک رہی ہے۔ کوئی مونس و غمخوار نہیں' کوئی حامی و یار نہیں مگر ایسے وقت میں بھی یادِ خدا کا یہ درد انگیز نظارہ کہ سولی کے سائے میں نماز ادا ہو رہی ہے۔ یہی وہ جذبہ تھا جو ان پاک لوگوں کو عروج و وقار کی انتہائی منزلوں تک لے گیا۔

آخر سنگدلوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکا دیا۔ ایک سنگدل نے آپ کے جگر کو نیزہ کی انی چبھوتے ہوئے پوچھا "کیوں! اب تم تو بھی چاہتے ہو گے کہ تم یہاں سے رہائی پا جاؤ اور تمہاری جگہ محمد (ﷺ) یہاں پھنس جائے"۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت کو جواب دیا:

؎ مجھے ہو ناز قسمت پر اگر نام محمد پر
یہ سر کٹ جائے اور تیرا سراپا اس کو ٹھکرائے
یہ سب کچھ ہے گوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے (ﷺ)

اس پروانۂ شمع رسالت نے خدا کی راہ میں جان قربان کرتے ہوئے حسب ذیل فی البدیہہ شعر کہے: وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ـــ عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِیْ "میں جب خدا کی راہ میں جان دے رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو گرتا ہوں اور کیسے مگر جان دیتا ہوں" اور اس کے بعد آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

پنجابی اشعار: بھائیو! اس واقعہ کو ایک پنجابی شاعر نے بیان کیا ہے اور چند شعر بڑے ہی دردناک لکھے ہیں۔ شاعر لکھتا ہے کہ جب آپ کو سولی کے قریب لایا گیا تو آپ نے چاروں طرف دیکھا کہ اپنا کوئی بھی نہیں سب بیگانے ہیں۔ اس وقت آپ کو حضور ﷺ بہت یاد آئے اور مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے ہوا کو ایک پیغام دیا۔ کیا پیغام دیا:

؎ باد صبا جا شہر مدینے دیکیں سنیہا میرا
کے والیاں سولی دتا غلام خبیب اج تیرا
ایس گلوں ایہہ پچھیے او ان کیوں تیرے سنگ لائیاں
کیوں میں واحد رب پچھاتا ایہہ قصور خطائیاں

حضرت مجاہد قوم پاسبان مسلک رضا مفتی ابو داؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران قید میں ایک پولیس آفیسر نے ہراساں کرنے کے ساتھ چھڑی بھی ماری اور معافی نامہ لکھنے پر زور دیا جس پر آپ نے فرمایا کہ "یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ناموس رسالت و عقیدہ ختم نبوت کیلئے ہماری جان اور سب کچھ حاضر ہے۔ ہمارے امام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ہے:

؎ کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

RAZA-E-MUSTAFAA

کچھ وقت بعد وہ پولیس آفیسر آپ سے معافی مانگنے آیا تو آپ نے اُسے فرمایا کہ "جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ مجھ سے نہیں اللہ اور رسول (جل جلالہ، ﷺ) سے معافی مانگیں، جن کی رضا کیلئے ہم میدان عمل میں ہیں"۔ مخالف مسلک کے ایک بہت بڑے "لیڈر" نے خود بتایا کہ "دوسرے علماء جیل میں خوش گپیوں میں وقت گزارتے تھے مگر حضرت الگ یادِ خدا میں مگن رہتے اگر مولانا محمد صادق میرے مسلک کے ہوتے تو ہم ان کی بیعت کرتے اُن کے جذبہ اخلاص سے ہم بہت متاثر تھے۔ اس دور میں کافی "علماء" معافی نامہ داخل کر کے واپس آ گئے مگر حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے استقامت کے ساتھ مشقتیں اٹھائیں"۔

شہید میلادِ مصطفےٰ ﷺ مولانا محمد اکرم رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطابات میں اپنے شیخ کامل مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح عظمت وشانِ مصطفےٰ ﷺ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سنت مصطفےٰ ﷺ اپنانے کی بھی تلقین فرماتے۔ ایک خطاب میں فرمانے لگے کہ "بعض نوجوان کہتے ہیں کہ داڑھی شریف رکھنے سے لوگ طعنے دیتے ہیں"۔ رضوی شہید فرمانے لگے "مجھے جو بھی عزت ملی ہے رسول کریم ﷺ کی برکت سے ملی ہے لوگوں کو کوڑے کام کرنے پر طعنے ملتے ہیں وہ نہیں شرماتے۔ تو جوانو رسول پاک ﷺ کے نام پر طعنے ملے تو خوشی کے ساتھ قبول کرنا چاہئے"۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

جے کر کملی والے آقا دے نام والے میہناں
جھولی پالیئے متھے موڑیئے ناں
جے کر کملی والے آقا دے نام دی ملے سولی
جھونٹا لے لیئے پچھے ہٹیے ناں

سرکارِ دو عالم ﷺ کی ناموس کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ماضی قریب و حال میں غازی محمد عبدالقیوم، غازی قاضی محمد عبدالرشید، غازی

مرید حسین، غازی علم دین، غازی محمد اسحاق، غازی محمد عبدالرحمن چیمہ شہید، غازی احمد شیر خاں نیازی، غازی فراز حسین شاہ گجراتی، غازی محمد عاقب قلیل جلالی، غازی محمد یوسف، غازی محمد سلیم قادری نے کمال جانثاری کا مظاہرہ کیا۔

سرکار ﷺ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمالیں

مذکورہ الفاظ شہید ناموسِ رسالت غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت بولے جب سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے بعد آپ نے خود کو پولیس کے حوالے کر دیا تو ابتدائی تفتیش میں پولیس افسران کی بازپرس پر غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے "یہ فعل میں نے کسی کے کہنے پر نہیں بلکہ سلمان تاثیر کے گستاخانہ بیان پر اور میرے پوچھنے پر تاثیر کے اپنے بیان پر اصرار پر رسول پاک ﷺ کی محبت میں کیا ہے۔ سرکار ﷺ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمالیں"۔

اور پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے ممتاز حسین قادری کو اپنی غلامی میں قبول فرما کر ہمیشہ کیلئے ممتاز فرما دیا۔ کئی مرتبہ اپنے دیدار سے نوازا۔ غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے جیل میں کئی حضرات کو بتایا کہ "میں بہت خوش ہوں جو بھی میں چاہتا ہوں درود شریف پڑھتا ہوں مجھے مل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب مجھے کوئی پھل فروٹ وغیرہ کھانے کی تمنا ہوتی ہے، درود شریف پڑھتا ہوں تو اسی وقت میرے منہ میں اس فروٹ کا ذائقہ آ جاتا ہے"۔

غازی ممتاز حسین قادری نے اپنے ابتدائی بیان میں مزید کہا کہ "میں نے تین روز قبل گورنر کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا، مجھے اپنے کئے پر کوئی ندامت نہیں۔ گورنر پنجاب قانون تحفظ ناموسِ رسالت کے خلاف بیان دینے پر توہین رسالت کے مرتکب ہوئے تھے۔ گستاخ رسول عاصیہ مسیح کے ساتھ گورنر کی ہمدردی اور اسے پھانسی سے بچانے کی

RAZA E MUSTAFA

کوشش پر مجھے شدید رنج تھا۔ میرا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں، میں نے خود اپنی دانست کے مطابق اس قتل کا ارتکاب کیا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی سرخروئی کی دعا کرتا ہوں"

ایک سیکیورٹی ایجنسی کے سینئر پولیس آفیسر کے مطابق" ممتاز قادری نے ہم سے کوئی چیز نہیں چھپائی اور اپنے طور پر ہمیں سب کچھ ابتدائی تفتیش کے دوران بتا دیا ہے۔ ممتاز قادری کے بقول" میں توہین رسالت ﷺ کے سبب گورنر کو صبح سے ہلاک کرنے کیلئے موقع کی تلاش میں تھا۔ میں اسے مزید زندہ رہنے کی اجازت دینے کیلئے قطعی تیار نہ تھا۔ جب مجھے صبح سرکاری گن ملی تو میں نے فوراً اسے لوڈ کر لیا اور آٹومیٹک برسٹ پر رکھ لیا...... میں نے اسے بہترین موقع تصور کرتے ہوئے اپنی گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اب میں قطعی پُرسکون اور مطمئن ہوں"۔

؎ آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی...... اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ابتدائی تحقیقات میں تحقیقاتی ٹیم کے ایک آفیسر نے غازی صاحب کو آکر کہا کہ" تم نے پولیس فورس کو بدنام کر دیا ہے جو کام تم نے کیا ہے ایسا اگلی تاریخ میں بھی کسی سیکیورٹی اہلکار نے نہیں کیا۔ اب سیکیورٹی پر کوئی بھی اعتبار نہیں کرے گا"۔ اس پر غازی صاحب نے تاریخ ساز جواب دیا کہ" جناب! پولیس فورس بدنام تو پہلے بھی تھی اب تو اس کی نیک نامی ہوئی ہے۔ آپ کو تو میرا شکریہ ادا کرنا چاہئے"۔ اسی طرح ایک موقع پر تحقیقاتی آفیسر نے جارحانہ رویہ اختیار کیا تو غازی صاحب نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ" آپ میرے موجودہ نہیں سابقہ افسر ہیں اور اب میں ایک ملزم ہوں مجھے اپنا ماتحت سمجھ کر مجھ پر رعب نہ جمائیں"۔

غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وکیل جسٹس (ر) میاں نذیر اختر (جو کہ فوٹو کے حرام ہونے کے بارے میں جب حضرت امیرِ قوم رحمۃ اللہ علیہ نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی تو حضرت امیرِ قوم مفتی ابو داؤد محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے وکیل تھے) نے اپنے بیان میں کہا کہ "جب گورنر پنجاب سلمان تاثیر ہوٹل میں کھانا کھانے گیا تو وہاں سلمان تاثیر اور غازی

صاحب کے درمیان توہین رسالت کے قانون کے متعلق آخری مکالمہ ہوا۔ سلمان تاثیر نے توہین رسالت قانون کے متعلق انتہائی اشتعال انگیز الفاظ استعمال کئے۔ ایلیٹ فورس کے کچھ جوان اور سلمان تاثیر کا دوست وقاص شیخ وہاں موجود تھے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان شاہدین میں سے کسی کو نہ تو عدالت میں پیش کیا گیا اور نہ ہی مقدمہ کے دوران ان کا بیان لیا گیا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس مقدمہ کے دوران انتہائی جانبداری کا مظاہرہ کیا گیا ہے"۔ جسٹس (ر) نذیر احمد غازی نے بھی غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بڑی ایمان افروز باتیں سنائیں۔

عاصیہ ملعونہ اور قانون تحفظ ناموس رسالت کے خلاف سازش

14 رجون 2009ء کو ننکانہ صاحب شہر سے 16 کلومیٹر دور گاؤں "اٹاں والی" چک نمبر 3 میں ایک عیسائی عورت عاصیہ نے مسلمان خواتین سے جھگڑے کے بعد نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازیبا الفاظ کہے اور توہین رسالت کی مرتکب ہوئی۔ جھگڑے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عاصیہ دیگر خواتین کے ساتھ فالسے کے باغات میں کام کرتی تھی۔ 14 جون کو کھانے کے دوران عاصیہ نے عافیہ اور عاصمہ کے گلاس سے پانی پیا" اُن دونوں بہنوں نے اُس گلاس سے پانی پینے کی بجائے پیالی میں پانی پیا۔ اس بات پر عاصیہ نے بُرا منایا اور اُس کی اُن سے تکرار اور بحث شروع ہو گئی" جس کا انجام بدبخت عاصیہ کی طرف سے توہین رسالت پر ہوا۔ اس دل خراش واقعہ کی گواہ دو بہنوں عافیہ اور عاصمہ کے علاوہ گاؤں کی دیگر خواتین بھی تھیں۔ مرکزی گواہ عافیہ کے بقول" ہم قرآن پاک اُٹھا کر بھی یہی کہیں گے کہ یہ الفاظ...... اُس (عاصیہ) نے کہے ہیں۔ یہ غلط بات نہیں ہے"۔ باغ کے زمیندار کے بیٹے محمد افضل

کے بقول "میں نے خود بھی عاصیہ سے پوچھا تو اس نے اعتراف کیا کہ اس نے نبی کریم ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی توہین کی ہے"۔

دونوں بہنوں نے گاؤں کے پیش امام کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو اس نے علیہ تصدیق حاصل کرنے کے بعد عاصیہ کو بلایا۔ بقول امام "عاصیہ سے ہم نے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے یہ باتیں کی ہیں؟ تو اس نے کہا" ہاں! میں نے کی ہیں۔ میں معافی مانگتی ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے"۔ واقعہ کے پانچویں روز 19 جون کو گاؤں کی پنچایت نے فیصلہ کیا کہ ملعونہ خود اعتراف جرم کرتی ہے اور توہین رسالت خود ایسا جرم ہے جس کی کوئی مسلمان معافی نہیں دے سکتا لہٰذا اس ملعونہ کو قانون کے سپرد کر دیا جائے اور قانون ہی اس کا فیصلہ کرے۔ چنانچہ 19 جون کو ہی ڈسٹرکٹ پولیس آفس ننکانہ صاحب میں عاصیہ کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295C کے تحت مقدمہ نمبر 326/09 درج کرایا گیا۔ اسی روز عاصیہ ملعونہ گرفتار ہوئی۔ ننکانہ صاحب ایس پی تعینات نہ ہونے کی وجہ سے اس کیس کی تفتیش SP انوسٹی گیشن شیخوپورہ سید محمد امین بخاری نے تقریباً ۳ ماہ کی۔ SP کے بقول "میں نے اس مقدمہ کی 100 فیصد شفافیت سے غیر جانبدارانہ ہو کر تحقیق کی ہے۔ میں نے مدعی، ملزمہ دونوں پارٹیوں کا موقف سنا، گواہوں کے بیانات قلم بند کئے اور اپنی آزادانہ تحقیقات میں عاصیہ کو گنہگار قرار دے کر چالان مکمل کر کے 14 ستمبر 2009 کو عدالت کے سپرد کیا۔

جسٹس محمد نوید اقبال ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ننکانہ صاحب کی عدالت میں یہ کیس تقریباً 14 ماہ تک چلتا رہا۔ استغاثہ کی طرف سے ذوالفقار ایڈووکیٹ اور ملزمہ کی طرف سے رائے اجمل ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ وکیل استغاثہ کی طرف سے سات گواہان نے عدالت میں اپنے بیانات قلم بند کروائے جبکہ باغ کے مالک نے

RAZA E MUSTAFAA

عدالت کے طلب کرنے پر اپنی شہادت قلم بند کروائی۔ 14 ماہ کی سماعت کے بعد کیس مکمل ہوا تو عدالت نے 8 نومبر 2010 کو عاصیہ ملعونہ کو توہین رسالت کا مرتکب قرار دے کر ایک لاکھ روپے جرمانہ اور "موت" کی سزا سنائی۔ اس سزا کے خلاف عاصیہ ملعونہ کے شوہر سابق فوجی "عاشق مسیح" نے ہائی کورٹ میں اپیل کر دی۔

یہاں تک تو عاصیہ ملعونہ کا کیس ملکی قانون کے مطابق صحیح سمت میں آگے بڑھ رہا تھا کہ یکدم مادر پدر آزاد گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اپنے مغربی آقاؤں کا حق غلامی ادا کرتے ہوئے "شیطان کی تاثیر" بننے کی ٹھان لی۔ 20 نومبر 2010 کو گورنر پنجاب اپنی بیوی بیٹی این جی اوز کے نمائندوں اور میڈیا کی فوج ظفر موج لئے ہوئے ملعونہ عاصیہ کو مظلوم مجبور مقہور اور بے بس ثابت کرنے پہنچ گئے۔

شیخوپورہ جیل میں ملعونہ عاصیہ کو بغل میں بٹھائے گورنر نے کہا "ان کو سزا سنائی گئی ہے۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت سخت اور ظالم سزا ہے" گستاخ رسول کیلئے موت کو ظالمانہ سزا کہنے والے خود قرآن و حدیث کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس قماش کے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ توہین رسالت کے مرتکب شیاطین کو مذہبی آزادی اور رواداری کے نام پر پھولوں کے ہار پہنا کر کھلا چھوڑ دیا جائے اور پھر وہ جس طرف بھی منہ مارنا چاہیں انہیں بلا روک ٹوک اس کی کھلی اجازت ہو۔ حکومت کے انتہائی اہم منصب پر فائز کسی فاتر العقل کے انتہائی غیر ذمہ دارانہ و غیر قانونی بیان دینے والے کیلئے ہی شاعر نے کیا خوب کہا تھا کہ

کاش کہ تیری ماں تجھے نہ جنتی

20 نومبر کو گورنر پنجاب عاصیہ کی حمایت کیلئے باغیان اسلام کی فہرست میں کھڑے ہوئے تو اگلے ہی روز 21 نومبر کو ان کے فکری پیشوا "پاپ بینیڈکٹ" نے

پاپوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی فرد واحد کیلئے خود اپیل کی کہ "میں مسیحیوں اور خصوصاً عاصیہ اور اس کے خاندان کے ساتھ روحانی قربت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ عاصیہ کو جلد از جلد رہا کیا جائے"۔ (ماہنامہ العاقب لاہور دسمبر ۲۰۱۰ء)

محترم محمد وحید نور اپنی کتاب "محافظ ناموسِ رسالت" میں لکھتے ہیں: قانون تحفظ ناموسِ رسالت کے مخالفین تاثیر کے انجام کو دیکھتے ہوئے کچھ کچھ راہِ راست پر آ گئے ہیں۔ اس تمام مکروہ شیطانی کھیل کی بنیادی محرک "شیری" بھی قانون کے حق میں بیان دینے پر مجبور ہوئی ہے۔ عبدالرحمٰن ملک نے بھی جذباتی بیان داغ دیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ غازی ممتاز قادری کی قربانی اور جرأت و بہادری نے بہت سے گم کردہ راہوں کو صحیح سمت کی جانب گامزن کر دیا ہے۔ ہر دور میں بھٹکی ہوئی اُمت کا قبلہ درست سمت میں کرنے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ غازی جیسے اپنے پیارے نبی ﷺ کے غلام اُمت مسلمہ کو ضرور عطا فرماتا ہے۔

وزیر داخلہ عبدالرحمان ملک کا کہنا ہے کہ اگر توہین رسالت کا مرتکب شخص میرے سامنے آئے تو میں بھی اسے گولی مار دوں گا۔ وزیر داخلہ کی اگر اس بات کو معیار بنایا جائے تو غازی ممتاز قادری نے بھی یہی کیا تھا۔ ۵۰۰ علماء کے فتوے کے مطابق گستاخ کا حامی بھی گستاخ ہے۔ گورنر نے عاصیہ کی حمایت کی تو وہ بھی گستاخ ہی کہلائے اب جس وقت غازی ممتاز قادری کے سامنے گستاخ تاثیر آیا تو انہوں نے عبدالرحمان ملک کے کہنے کے مطابق اسے گولیاں مار دیں۔ اگر بالفرض محال غازی نے غلط کیا ہے تو حکمرانوں کو سب سے پہلے اپنا وزیر داخلہ بدلنا چاہیے جو خود اس عمل کی حمایت کر رہا ہے۔

حکومت، ملکی و غیر ملکی میڈیا، دین بیزار این جی اوز اور "دانش ور" طبقے نے ایڑی

چوٹی کا زور لگاتے ہوئے غازی ممتاز قادری کے خلاف بھرپور منفی پروپیگنڈہ کیا لیکن اللہ رب العزت کی تدبیریں بھی خفیہ ہوتی ہیں۔ غازی ممتاز قادری کے مخالفین پر سب سے پہلا تازیانہ وار تو خود تھانہ کوہسار والے غیور پولیس اہلکاروں نے اس وقت رسید کیا جب وہ گورنر کے قتل کے فوری بعد غازی صاحب کو اپنی حراست میں تھانے لے گئے اور وہاں غازی صاحب سے وجد کی حالت میں نعت رسول مقبول ﷺ "یا رسول اللہ آپ کے چاہنے والوں کی خیر" سن رہے تھے۔ کسی غیرت مند پولیس اہلکار نے غازی صاحب کی پڑھی گئی اس نعت شریف کو موبائل ویڈیو کلپ بنا کر نیٹ پر اپ لوڈ کر کے پوری اُمت مسلمہ کو پیغام دے دیا کہ اس محکمے میں بھی غازی کے دیوانے موجود ہیں۔

حکومتی ایوانوں میں دیگر پولیس والوں کے اس رد عمل پر ابھی سوگ منایا جا رہا تھا کہ وکلاء سے انہیں ایک اور شدید دھچکا لگا۔ پاکستان معاشرے میں وکلاء کے طبقے کو مہذب، تعلیم یافتہ اور روشن خیال تصور کیا جاتا ہے۔ اس "روشن خیال" طبقے نے اسلامی غیرت کی ایسی روشنی دکھائی کہ حکمران اور پورا عالمی میڈیا ورطۂ حیرت میں مبتلا ہو گیا ہے۔ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں جب غازی صاحب کو لایا گیا تو وکلاء نے منوں پھول غازی صاحب پر نچھاور کئے اور پورا احاطۂ عدالت نعرہائے تکبیر و رسالت اور "لے گیا بازی ممتاز قادری"، "غازی تیرے جانثار بے شمار بے شمار" کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ وکلاء نے غازی صاحب کے چہرے پر پولیس کی طرف سے ڈالے گئے کپڑے کو اتار پھینکا اور فرط عقیدت سے اس محافظ ناموسِ رسالت ﷺ کو چومتے رہے۔

دنیا جانتی ہے کہ وکلاء سے اگر کسی کیس کے متعلق مشورہ بھی طلب کیا جائے تو وہ فیس کے بغیر خالی مشورہ بھی نہیں دیتے" کیس لڑنا تو بہت دور کی بات ہے۔ مگر غازی ممتاز

RAZA E MUSTAFAA

کی جرأت وبہادری اور ایمانی غیرت وحمیت پہ قربان کر پہلے دن ہی ایک دو یا تین نہیں تقریباً سو وکلاء نے غازی صاحب کا کیس لڑنے کیلئے خود کو رضاکارانہ پیش کر دیا جبکہ ان میں کئی وکلاء ایک کیس کی لاکھوں روپے فیس لیتے ہیں۔ بعد میں پشاور بار سے تین سو اور ملک کے دیگر حصوں سے بھی کئی وکلاء نے اپنی خدمات پیش کر دی ہیں۔ غازی صاحب کا وکالت نامہ پُر کرتے ہوئے جو ایمانی جذبات کے مظاہرے دیکھنے کو ملے' تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق ممتاز کی وکالت کرنے کیلئے وکلاء میں جھگڑا بھی ہوا کہ کہیں ان میں سے کسی کا نام وکالت نامے میں شامل ہونے سے رہ نہ جائے۔ ہر وکیل کا یہی جذبہ تھا کہ وکالت نامے پر دستخط غازی صاحب کے دفاع کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے ضامن بھی ہوں گے۔

غازی صاحب کو اڈیالہ جیل منتقل کیا گیا تو وہاں بھی محافظ ناموس رسالت ﷺ غازی ممتاز قادری کا اس انداز میں استقبال ہوا کہ "کاشمیری افراد" سر پیٹ کر رہ گئے۔ غازی صاحب جب جیل میں داخل ہوئے تو جیل میں چھ ہزار قیدیوں اور عملے نے "غلامئ رسول میں موت بھی قبول ہے" کے نعروں سے استقبال کیا۔ جیل انتظامیہ نے غازی صاحب کے گلے میں ہار پہنائے اور غازی اسلام کی آمد کی وجہ سے خلاف ضابطہ تمام قیدیوں نے عصر کے قریب اپنی بیرکوں میں واپس جانے کی بجائے غازی ممتاز قادری کی امامت میں نماز عصر ادا کی جس میں تمام قیدیوں اور جیل عملے نے بھی شرکت کی۔ اسی شام جیل میں غازی صاحب کی آمد کی خوشی میں دیگیں پکا کر تقسیم کی گئیں اور دعوت کا اہتمام بھی ہوا"۔

RAZA E MUSTAFAA

غازی ممتاز حسین قادری کی کہانی اُن کے والد محترم کی زبانی

غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حاجی محمد بشیر احمد اعوان نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ "میرے روزگار کا تعلق تعمیرات سے رہا ہے۔ میں نے ساری زندگی اسی کام سے رزق حلال کمایا۔ پہلے خود مستری کا کام طویل عرصہ کیا پھر ٹھیکیداری بھی کی۔ میری اپنی گلی کے کئی مکان میرے ہاتھ سے بنے ہیں۔ سی ایم ایچ راولپنڈی کا آپریشن تھیٹر بھی میرے ہاتھ کا بنا ہوا ہے۔ 1987ء میں' میں بحرین چلا گیا۔ بحرین سے جب میں پہلی دفعہ راولپنڈی آیا تو ایک عجیب واقعہ ہوا۔ ویسے تو ہمارا آبائی علاقہ اسلام آباد کے موجودہ سیکٹر جی سیون ون کی جگہ پر تھا اور میرے دادا' دادی کی قبریں اب بھی سابق سپیکر اور مسلم لیگ (ن) کے مرکزی رہنما ظفر علی شاہ کے گھر کے قریب واقع ہیں۔ اب ہمارے گاؤں کے زیادہ تر باسی "اقبال" میں مقیم ہیں۔ میں چھٹی کے دوران وہاں

ایک فاتحہ خوانی کیلئے گیا تھا۔ رات کو بہت دیر سے جب پیدل اپنے گھر سے تقریباً ایک کلو میٹر ایک ویرانے سے گزر رہا تھا تو مجھے راہ میں سوئے ہوئے ایک بندے کی موجودگی کا احساس ہوا۔ میں نے اس بندے کو اٹھانے اور جگانے کی کوشش کی کہ اس سے پوچھوں کہ وہ یہاں جنگل میں کیوں سو رہا ہے؟ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ چند منٹ کی کوشش کے بعد یہ سوچ کر کہ یہ تو مرا پڑا ہے' اگر کوئی اور آدمی اس دوران اچانک آ گیا تو اسے مارنے یا قتل کرنے کا الزام مجھ پر آئے گا' میں نے چلنے کا ارادہ کیا اور واپس مڑا۔ اچانک اس شخص میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے کہا "کہ ڈر گئے ہو؟" میں نے منہ اس کی طرف کیا اور کہا کہ ڈرا تو نہیں ہوں لیکن تم اس ویرانے میں کیوں سو

رہے ہو؟ میرے ساتھ میرے گھر چلو' کھانا بھی کھلاؤں گا" اس نے کہا "کیا کھلاؤ گے؟" میں نے کہا کہ جو دال ساگ ہو گا' خود بھی کھاؤں گا تمہیں بھی کھلا دوں گا۔ اس پر آدمی جو خاصا گول مٹول اور وزنی تھا' اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ "ہاں! تمہارے گھر کے کمرے میں ایک شیلف پر تمہارے لئے دال اور روٹی پڑی ہے"۔ میں ان کی بات پر بہت حیران ہوا اور مجھے اندازہ ہوا کہ وہ کوئی ولی یا قلندر ہے۔ الحمد للہ میں بھرپور اور طاقتور آدمی تھا' میں نے ان کو بانہوں میں اٹھا لیا اور راستے میں دو ایک جگہ رکنے کے بعد انہیں اپنے گھر لے آیا۔ واقعتاً گھر میں دال پکی تھی اور ایک ہی روٹی تھی' جو میں نے ان قلندر کو پیش کی۔ انہوں نے اس کے چار ٹکڑے کئے۔ ایک خود کھایا ایک مجھے دیا اور دو ٹکڑے میرے والدین کو کھلانے کیلئے دیئے اور روانگی کا ارادہ کیا۔ جب میں نے رکنے کا کہا تو بولے کہ "ابھی مجھے بہت سفر کرنا ہے' کشمیر سے ہوتے ہوئے دہلی جانا ہے اور پھر واپس لاہور داتا صاحب کے دربار پر حاضری دینی ہے"۔

ایک مرد قلندر کی بشارت: جاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "میں تمہیں ایک خاص تحفے کی خوشخبری سناتا ہوں جو تمہیں کچھ عرصے بعد ملے گا"۔ میں دم بخود حیران و پریشان رات کو دو بجے ان کو جاتا دیکھتا رہا۔ سوا ڈیڑھ سال گزر گیا اس دوران مجھے کئی بار خیال آیا کہ اس بزرگ کی دال روٹی والی بات تو درست ہو گئی تھی' دوسری بات پتہ نہیں کیا ہے؟

۸ ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ/ یکم جنوری ۱۹۵۱ء بروز منگل جب ممتاز حسین پیدا ہوا میں گھر پر ہی تھا۔ اس سے پہلے دیگر اولاد کی پیدائش ہو چکی تھی لیکن اس بیٹے کی پیدائش پر مجھے اس قدر قلبی اور ذہنی سکون ملا کہ میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس مرد قلندر نے جس خوشخبری کی بشارت دی تھی یہ وہی ہے۔

محمد ممتاز حسین بچپن میں شرارتی بالکل نہیں تھا۔ میرے دیگر بچوں کے برعکس

اس نے کبھی کوئی خاص فرمائش بھی نہیں کی۔ وہ جتنا اپنی ماں سے بے تکلف یا قریب تھا اتنا ہی میرے قریب تھا۔ بعض اوقات وہ اپنی عمر سے زیادہ بڑی باتیں کرتا تھا۔ میں حیرت زدہ ہو کر سوچتا تھا کہ آئندہ کیا ہو گا؟ بعض اوقات کسی مسئلے پر گھر میں مشاورت یا کوئی بات ہو رہی ہوتی تو درمیان میں ممتاز بھی کچھ کہہ دیتا تھا اور آخر میں ہوتا وہی تھا جو وہ کہتا تھا۔ ممتاز جب پانچ' چھ سال کا ہوا تو اسے محلے کے اسکول میں داخل کرا دیا۔ تعلیم میں وہ اچھا تھا۔ اس کی تعلیم کے حوالے سے یا کسی شرارت کے بارے میں بھی اسکول یا محلے سے کوئی شکایت نہیں آئی جبکہ میرے دیگر بچے شرارتی تھے اور ان کی شکایتیں بھی آتی تھیں جس پر ہم انہیں ڈانٹتے بھی تھے لیکن مجھے نہیں یاد کہ ممتاز حسین کو کبھی میں نے زندگی میں ڈانٹا ہو یا اس کی کسی بات سے اختلاف کیا ہو۔

بچپن ہی سے نعت خوان: ممتاز حسین تیسری یا چوتھی جماعت میں تھا کہ نعت خوانی کرنے لگا۔ ڈاکٹر محمد نعیم صاحب (ہمارے مہربان اور عاشق رسول تھے) کے گھر پر سالانہ محفل میلاد کی تقریب منعقد ہوتی' جہاں وہ ہر سال شریک ہوتا تھا۔ میٹرک کے بعد میں نے ممتاز حسین کو سویڈش کالج میں ریڈیو انجینئرنگ کے ڈپلومے کے حصول کیلئے داخل کرا دیا۔ تین چار ماہ گزرے تھے کہ ایک دن نظریں جھکائے میرے پاس آیا اور درخواست کرنے کے انداز میں کہا کہ ابو جی مجھے کالج جاتے اتنا عرصہ گزر گیا لیکن مجھے اس ڈپلومے کی الف ب کا بھی معلوم نہیں ہوا۔ اگر آپ اجازت دیں تو پولیس میں بھرتیاں آئی ہیں' میں درخواست دے دوں؟ میں نے اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اب سرکاری ملازمتیں بغیر سفارش کے نہیں ملتیں۔ اس کا جواب تھا کہ آپ اجازت تو دے دیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس کے تین چار ماہ بعد اس کا لیٹر آ گیا۔ سارا کام اس نے خود ہی کیا۔ ممتاز حسین دوڑ' تحریری ٹیسٹ اور جسمانی نقص میں

RAZA E MUSTAFA

اول آیا تھا۔ اسے خصوصی اسکواڈ میں ٹریننگ کیلئے بھجوا دیا گیا۔ اس کی ابتدائی تنخواہ جو اسے ۲۰۰۵ء میں ملی بائیس ہزار روپے سے کچھ زائد تھی۔ چائے، سگریٹ، نسوار یا گھر سے باہر کھانے کا اسے کوئی شوق نہیں تھا۔ یہاں تک کہ فلم تو دور کی بات گھر میں دیگر افراد اگر ڈرامہ دیکھ رہے ہوتے تو وہ اسے فضول اور بے کار کہہ کر دوسری جگہ جا بیٹھتا۔ ڈیوٹی کے بعد اس کا زیادہ تر وقت گھر، مسجد یا کسی محفل میں گزرتا۔ میلاد اور نعت خوانی کی محفلوں کی اسے بہت دعوتیں ملتی تھیں اور ہر ممکن حد تک وہ ان میں شریک بھی ہوتا تھا۔ تمام بھائیوں کا کام بھی بہت شوق سے کرتا تھا۔

شادی خانہ آبادی: سروس کے ڈیڑھ دو سال بعد شادی خانہ آبادی ۲۰۰۹ء میں اس کی شادی کی تاریخ فائنل ہوئی تو اس نے مجھے کہا کہ "ابو جی اس موقع پر میری بھی دو شرائط ہیں" میں نے کہا بتاؤ کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ دلہن کا شادی کے دن کا جوڑا سادہ سا لباس ہوگا۔ دوسرا یہ کہ گانا بجانا اور دیگر فضول رسمیں نہیں ہوں گی بلکہ اس دن گھر پہ محفل میلاد ہوگی"۔ میں نے یہ شرائط تسلیم کر لیں۔ کچھ عزیزوں نے مخالفت بھی کی لیکن ہم نے گھر کی چھت پر میلاد کی محفل بڑے اہتمام کے ساتھ کی۔ (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

"سادگی اختیار کی جائے" راولپنڈی (آئی این پی) گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قاتل ممتاز حسین قادری نے سالی کی شادی پر جیل سے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ "شادی میں کسی قسم کی فضول رسومات ادا نہ کی جائیں۔ سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے سادگی سے شادی کا فریضہ پورا کیا جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۲ اپریل ۲۰۱۵ء)

سہرا ہے: سالی کی شادی پر گورنر پنجاب کے قاتل ممتاز قادری نے پیغام بھیجا ہے "سادگی اختیار کی جائے"۔ ممتاز قادری جیل کی کال کوٹھڑی میں بھی اپنا امتیاز برقرار رکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے سالی کی شادی پر شرعی حکم نامہ جاری کر دیا ہے۔ ممتاز

قادری نے جو کرنا تھا وہ کر دکھایا اور اب سلاخوں کے پیچھے مزید ثواب کما رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے سب سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنے ریمارکس محفوظ رکھتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ سالی "پھولوں کی ڈالی" کی ڈولی سادگی سے شرعی حدود میں اٹھے۔ انہوں نے اب تک اپنی رہائی کیلئے کوئی کوشش کی ہے نہ مطالبہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جیل میں کس قدر آسودہ ذہن ہیں اور اس آسودگی کی کیا وجہ ہے یہ تو روح گورنر، ممتاز قادری اور خدا جانے ہم تو بس اتنا کہہ سکتے ہیں:

جانو نہ جانو ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ تمہیں اپنا جانتے ہیں

بہر حال ہر مسلمان کو سید الکونین ﷺ کے حضور درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے رہنا چاہئے کہ اس کا قرآن میں اللہ نے حکم کیا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۳ اپریل ۲۰۱۵ء)

واسطے جن کے بنے دونوں جہاں ۔۔۔۔ ان کے ہاں تھیں سیدھی سادی شادیاں
شاہزادی سید کونین کی ۔۔۔۔ بے سادی ہی علی کے گھر گئی
(از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

ہمیشہ رزق حلال کو ترجیح: حاجی محمد بشیر احمد اعوان نے بتایا کہ "ممتاز حسین قادری نے ہمیشہ رزق حلال کو ترجیح دی۔ اس کی سروس ابتدائی دنوں کا واقعہ ہے کہ اس کی ڈیوٹی راولپنڈی میں کسی وی آئی پی کے ساتھ تھی۔ پولیس لائن میں جب تمام اہلکار گئے تو انہیں کھانا دیا گیا۔ سب نے کھا لیا لیکن اس نے نہیں کھایا۔ اس کے اعلیٰ افسر کے پاس چغلی ہوئی کہ دیگر سیکیورٹی اہلکاروں کے ساتھ مل کر کھانا کیوں نہیں کھایا؟ اس نے کہا کہ "سر! میری ملازمت کی شرائط میں مجھے کھانا فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت کے ذمہ نہیں ہے۔ میں گھر سے اپنا دوپہر کا کھانا ساتھ لاتا ہوں اور بوقت ضرورت کھا لیتا ہوں"۔ اس

جواب پر اسے جانے کی اجازت دی گئی۔ وہ ویسے بھی کم کھاتا تھا' سبزی دال وغیرہ پسند تھی لیکن میں نے نہیں سنا کہ اس نے کبھی کھانے کے بارے میں گھر میں کوئی فرمائش کی ہو۔ اکثر ضرورت مندوں کی خدمت کرتا رہتا۔ وہ بچپن ہی سے نمازی تھا۔ تلاوت اور نعت خوش الحانی سے اور پوری قوت سے پڑھتا تھا۔ بچپن میں دو تین بار دوسری منزل سے نیچے گرا لیکن اللہ نے اسے محفوظ رکھا۔

غازی ممتاز حسین شہید نے جس دن سلیمان تاثیر کو قتل کیا اس دن وہ ساڑھے سات بجے ڈیوٹی پر گیا۔ اس نے دو ماہ سے اپنی تنخواہ بینک سے نہیں لی تھی۔ اس نے مجھے کہا کہ میں آج جلدی گیارہ ساڑھے گیارہ بجے تک آ جاؤں گا اور پھر بینک سے رقم لے کر گاؤں جاؤں گا اور وہاں سے گاڑی پر لکڑیاں لے آؤں گا۔ کیونکہ ان دنوں سردی شدید تھی اور گیس کا مسئلہ تھا۔ میں نے اسے منع کر دیا اور کہا کہ لکڑیاں یہاں سے مل جاتی ہیں۔ اس مقصد کیلئے گاؤں جانے کی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا "جی ٹھیک ہے' لکڑیاں نہیں لاتا' ویسے ہی گاؤں چلا جاؤں؟" میں نے اسے اجازت دے دی اور وہ ڈیوٹی پر روانہ ہو گیا۔ مجھے اس دن ہلکا بخار تھا۔ کوئی گیارہ بجے میں گھر سے باہر نکلا۔ کچھ دیر گھر کے قریب سبزی کی دکان پر گپ شپ کی پھر واپس آ گیا۔ ظہر کی نماز پڑھی اور ڈھائی بجے کمبل لے کر لیٹ گیا۔ چار بجے گھر میں موجود تمام افراد روتے ہوئے میرے کمرے میں آ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ممتاز نے گورنر کو قتل کر دیا ہے۔ اس کی تصویر اور نام ٹی وی پر چل رہی ہے۔ میں نے جب دیکھا تو اپنا بخار بھول گیا' سب سے کہا کہ گھبراؤ نہیں اللہ اور اس کا رسول کرم فرمائیں گے۔ سب لوگ وضو کر کے دو دو نفل پڑھو۔ اسی دوران محلے دار اور قریب میں رہائش پذیر رشتہ دار آ گئے۔ اکثر کا یہی مشورہ تھا کہ فوراً

سب لوگ گھر سے نکل جاؤ اور غائب ہو جاؤ لیکن میں نے انکار کر دیا اور بیٹوں سے بھی کہا کہ کسی کو کتنا بھی ضروری کام ہو اب کوئی گھر سے باہر نہیں جائے گا۔ پانچ ساڑھے پانچ بجے کا وقت ہوگا کہ گھر کے باہر پولیس اور میڈیا والے آ گئے۔ کچھ دیر بعد اس وقت کے آئی جی اسلام آباد بنیامین بھی پہنچ گئے اور مجھے باہر بلا کر کہا کہ ہم گھر کے اندر آ سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ضرور آئیں لیکن آپ کے ساتھ کوئی دو افراد آ جائیں۔ وہ خود اندر آئے اور پوچھا کہ ممتاز کا کمرہ کون سا ہے؟ ہم نے نشاندہی کی وہ وہاں ہر چیز کو الٹنے لگے۔ انہیں ہر چیز بے مقصد لگی لیکن کمرے میں موجود کتابیں لے جانے کا کہا۔ میں نے کہا کہ بے شک لے جائیں لیکن پھر واپس بھی کرنا۔ اس پر انہوں نے وہ تین کتابیں اٹھا لیں ہم سے چند سوالات کئے اور گھر کے تمام مرد حضرات کو ساتھ چلنے کا کہا۔ باہر نکلے تو ہمیں پنجاب پولیس کی گاڑی میں بٹھا کر صادق آباد تھانے لے جایا گیا۔ وہاں ہمیں پورا احترام دیا گیا۔ چند گھنٹے بعد تھانے کوہسار لے گئے' وہاں بھی کسی نے توہین آمیز سلوک نہیں کیا۔ کئی اعلیٰ افسران سمیت اس وقت کے وزیر داخلہ رحمان ملک بھی ہمیں تھانے کے ایک کمرے میں دیکھنے آئے۔ کچھ سوالات بھی افسران نے کئے۔ تھانہ کوہسار کے بعد ہمیں کسی اور جگہ لے جایا گیا اور وہ تین دن بعد ہمیں گھر آنے کی اجازت ملی۔ اس دوران ہمارے خاندان' جائیداد اور گاؤں کی پراپرٹی کا تیس سال تک کا ریکارڈ نکالا گیا۔ محلے اور گاؤں میں مختلف لوگ' مختلف روپ میں ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے لیکن اللہ اور اس کے رسول کا خاص کرم ہے کہ ہم کسی بھی موقع پر خوفزدہ نہیں ہوئے۔ پولیس کو ممتاز حسین کی واسکٹ سے ایک پرچی ملی تھی اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ اسے کہاں سے ملی تھی؟ ہم نے کہا کہ ہمیں کچھ بھی علم نہیں